قارئین کرام

(تصریحات)

کچھ عرصہ سے شریعت بل کی بازگشت کو ایک عرصے کے بعد دوبارہ محسوس کر رہے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم شریعت بل کے بارے میں بات کریں ہم کو شریعت بل کے محرکات محرکین اور ان کے نظریات کا جائزہ لینا چاہیے شریعت بل کے بہت سے دوسرے محرکات میں سے ایک بڑا محرک جو کہ سابق حکومت کے دور میں پیش کیا گیا ایک سیاسی محرک تھا کہ جناب صدر اپنے عہد اقتدار کو طوالت دینے کے لیے بعض علماء زکوۃ کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ اور اس ضمن میں چونکہ قرآن و سنت سے ان کو معاونت نہ مل سکتی تھی اس اس لیے انھوں نے ان اجتہادات کو استعمال کرنا چاہا جو کہ عہد ملوکیت میں بھی حکمرانوں کے عہدوں کو طوالت دینے کے لیے استعمال ہوتے رہے ہیں لیکن اس دور میں قرآن و سنت کا علم اٹھاتے ہوئے لوگوں نے بالعموم اور والد محترم نے بالخصوص اس ملک میں جو کہ قرآن و سنت کے نام پہ حاصل ہوا تھا میں کسی بھی قسم کے اجتہاد یا فقہ جو نص قرآن و سنت کے خلاف ہو ماننے سے انکار کر دیا۔ چونکہ بابا کی آواز ملک میں ایک موثر آواز تھی اس لیے یہ بل اختلافی ہونے کے باعث منظور نہ ہو سکا۔

بل کے محرکین اس بل کے ذریعے درحقیقت سابقہ حکومت کو طوالت دینے سے زیادہ تقلید شخصی کے حوالے سے ایک مخصوص فقہ کہ جس کے وہ پیروکار تھے نافذ کرانا چاہتے تھے جس کا اظہار اس شق میں کیا گیا ہے

«قرآن و سنت کی تعبیر اور تشریح کرتے وقت مسلمہ فقہاء کے اجتہادات اور افکار کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا»

حالانکہ رب العالمین نے اپنی کتاب میں کہا ہے (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی) علاوہ ازیں اجتہاد کو چند فقہاء تک محدود کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور اس شق میں چھپے ہوتے

مقلدین کے عزائم کو علامہ شہید نے بے نقاب کیا چونکہ اس جگہ ہم باقی متنازع شقوں کا ذکر بوجہ طوالت کرنے سے قاصر ہیں اس لیے مختصراً اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اس قسم کی شقوں کی موجودگی میں ہم اس بل کی مخالفت کرتے رہیں گے بلکہ ہر اہل حدیث کو اس بل کی مخالفت کرنی چاہیے۔

ابتسام الٰہی ظہیر

شریعت بل

متن تبصرہ جائزہ

مختصراً

متن = ہرگاہ کہ قرار داد مقاصد پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مستقل حیثیت سے شامل کر لیا گیا ہے۔ اور ہرگاہ کہ مذکورہ قرار داد مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کیلئے ضروری ہے کہ شریعت کے فی الفور نفاذ کو یقینی بنایا جائے لہذا حسب ذیل قانون بنایا جائے۔

تبصرہ = گویا کہ اگر قرار داد مقاصد نہ ہوتی تو پاکستان میں شریعت کے نفاذ کیلئے کسی چیز بنیاد نہیں بنایا جاسکتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ نفاذ شریعت کی بنیاد رضائے الٰہی کے حصول کو بنایا جاتا کہا جاتا کہ رضا الٰہی کے حصول کی خاطر نفاذ شریعت کا یہ قانون بنایا جاتا ہے۔ حکم الٰہی کی بجائے قرار داد مقاصد کو نفاذ شریعت کی بنیاد بنا کر کیا اللہ و رسول کے غضب کو دعوت نہیں دی گئی؟

متن = شریعت کی تشریح و تفسیر کرتے وقت قرآن و سنت کی تشریح تفسیر مسلمہ اصول و قواعد کی پابندی کی جائے گی اور راہنمائی کیلئے اسلام کے مسلمہ فقہاء کی تشریحات و اور آراء لحاظ رکھا جائے گا۔

تبصرہ

اولاً تو اس میں یہ ابہام ہے کہ سنت سے مراد کیا ہے؟ کیا شیعہ کی کتب حدیث "اصول کافی" اور "من لا یحضرہ الفقیہ" وغیرہ سنت کے مفہوم میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی اور اگر ہیں تو ان کتب کو سنت میں شمار کر کے سنت کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟

ثانیاً: مسلمہ اصول و قواعد میں کیا، الحدیثان اذا تعارضا تساقطا بھی

شامل ہے نیز کیا سنت کے مفہوم ہی قول رسول اور فعل رسول کو متوازی حیثیت حاصل ہے (جیسا کہ اہل حدیث کہتے ہیں) یا نہیں (جو کہ احناف کا نقطہ نظر ہے) نیز کیا خبر واحد حجت ہے یا نہیں ؟

جواب خواہ اثبات میں ہو یا نفی میں متنازع اصول و قواعد کو مسلمہ کیوں کہہ دیا گیا ہے ؟

ثالثاً سنت کی تشریح میں فقہاء کا ذکر تو موجود ہے محدثین کا کیوں نہیں؟

متن مفتی سے مراد شریعت سے کما حقہ واقف وہ مسلمان عالم ہے جو کسی باقاعدہ دینی مدرسہ کا سند یافتہ اور تخصص فی الفقہ کی سند حاصل کر چکا ہو

تبصرہ تخصص فی الفقہ ہی کیوں تخصص فی الحدیث کیوں نہیں؟

متن اگر سوال کا تعلق کسی ایسے مسئلے سے ہو جو دستور کے تحت وفاقی شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر تو عدالت امر تنقیح طلب کو عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے حوالے کر دے گی

قارئین بل کے اس حصے پر غور فرمائیں یعنی دستور کے مطابق جو مسائل یعنی عائلی قوانین - انشورنس اور مالی معاملات وغیرہ شرعی عدالت کے دائرہ

اختیار میں نہیں آتے وہ ہائی کورٹ کے سپرد کر دیتے جائیں گے جن کا فیصلہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق کرے گی - اس میں ہائی کورٹ کی شرعی عدالت پر بالادستی تسلیم کی گئی ہے نصف شرعی مسائل کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی شرعی عدالت کو اجازت نہیں دی گئی ان کا فیصلہ کرتے وقت شریعت کی پابندی ضروری نہیں یعنی بل کے تسلیم ہو جانے کے باوجود بھی بیوی طلاق کا حق حاصل کر سکتی ہے اور خاوند بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا ہے جیسا کہ نکاح فارم میں مرقوم ہے - اس قسم کے غیر اسلامی قوانین کو بل کے منظور ہو جانے کے بعد بھی اسلامی نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہ شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں